عربی زبان کو ہدف بنانا اسلامی عقیدہ پر حملہ ہے

1. عربی زبان پر جان بوجھ کر یہ شیطانی حملہ کیوں؟

عربی قرآن کی زبان ہے، یہ سب سے بہتر شریعت (قانون) ہے جو کہ اللہ رحمن و رحیم کی طرف سے نازل کردہ ہے۔ یہ دینِ اسلام کی زبان ہے اور تمام انسانیت کے لیے مشرق سے لے کر مغرب تک پھیلی ہوئی ایک خوشخبری ہے۔ یہ وہ زبان ہے جس نے قرآن کے استعارے، اس کی بلاغت اور فصاحت کو بیان کیا، جس سے اس کا معجزہ ظاہر ہوا اور یوں اس زبان نے اس کے ماہر لوگوں کو عاجز کر دیا کہ وہ قرآن جیسا کچھ لا سکیں۔

(أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ)

"کیا وہ کہتے ہیں کہ اسے رسول ﷺ نے خود گھڑ لیا ہے، آپ فرما دیجئے: پھر تم اس کی مثل کوئی (ایک) سورت لے آؤ (اور اپنی مدد کے لئے) اللہ کے سوا جنہیں تم بلا سکتے ہو بلا لو اگر تم سچے ہو" (سورۃ یونس:38)

مسلمانوں نے عربی زبان کی اعلیٰ حیثیت اور اس کے متبرک ہونے کی وجہ سے اس کا بہت خیال رکھا؛ وہ لوگ اس کو اپنے دین کے قوانین کو سمجھنے کے لیے اور اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کے اقوال کو سمجھنے میں تمام مشکلات کو دور کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اور اس کی یہی بلند حیثیت اور دینِ اسلام کو سمجھنے میں اس کی اہمیت کی وجہ سے، یہ دشمنوں کے تیروں سے بچ نہیں سکی جو مسلسل اس پر حملے اور اس کی اہمیت کو گھٹانے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ لوگ اس کی سمجھ بوجھ سے محروم ہو جائیں، اور اس کو مشکل، پرانا اور ناپسندیدہ سمجھنے لگیں۔

مغرب نے ہمیشہ عربوں کو مسلمانوں میں شمار کیا ہے، اور یہ کہ اسلام مغربی تہذیب کے لئے ایک حقیقی خطرہ ہے اور اس کی واپسی ان کے اختتام کا اشارہ ہے۔ لہٰذا، وہ کام کرتے ہیں اور ابھی بھی کسی بھی طریقے سے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے کام کر رہے ہیں جس میں عربی زبان پر حملے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے سب سے بہترین اور مؤثر ذرائع میں سے ایک ہے۔ سیموئیل ہنٹنگٹن (Samuel Huntington) نے کہا، "جب تک 'اسلام' اسلام رہتا ہے اور اس کے بارے میں ذرا بھی شک نہیں ہے، اور جب تک 'مغرب' مغرب رہتا ہے، ان کے درمیان یہ چودہ صدیوں سے جو تنازعہ چل رہا ہے، چلتا رہے گا اور کوئی بھی مغرب کے مشرق بن جانے کی امید نہیں رکھتا ہے"۔

زندگی کے معاملات سے اسلام کو خارج کرنے کے اس منصوبے کو مکمل کرنے کے لئے، مغرب عربی زبان (اسلام کے قوانین کو سمجھنے کا ذریعہ) کو تباہ کرنے کا کام کر رہا ہے اور علاقائی اور مختلف لہجوں پر مبنی روز مرہ بول چال کی ترقی و نفاذ کا مطالبہ کر رہا ہے جس کے لیے ولیم اسپیٹا (Wilhelm Spita) اور ڈفرن (Dufferin) جیسے مستشرقین (اورینٹالسٹس) اور دوسروں کی خدمات حاصل کی گئیں، تاکہ عربی زبان کو ترک اور اس کی جگہ علاقائی لہجوں پر مبنی روز مرہ بول چال کو ترقی اور اس کا نفاذ کر سکیں۔

ریاست خلافت میں جب مسلمان ایک خلیفہ کے کمان میں تھے تو عربی زبان ریاست کی سرکاری زبان تھی، دوسرے ممالک کے ساتھ ریاست خلافت کے معاہدے اور معاملات عربی زبان میں ہوتے تھے۔ عربی زبان کا اعلیٰ مقام ریاست خلافت کی طرح اعلیٰ تھا جو کہ اس کی حفاظت کر رہی تھی۔ مگر خلافت کے انہدام کے بعد، اور دشمنوں کے ہاتھوں اس کے کنٹرول، اور اس کی تقسیم، یہاں تک کے قابض استعمار کا شکاریوں کی طرح سے خلافت پر قابو پانے کی وجہ سے---یہ عربی زبان کمزور پڑ گئی۔ استعمار نے اسلامی نظریے کو سمجھنے کے لئے اس زبان کو بہترین آلے کے طور استعمال کرتے ہوئے اس سے استفادہ کیا اور پھر اس کو کنارے پر لگانے اور مسترد کرنے پر کام کیا۔ اس کے برعکس، استعمار نے اپنی زبانوں کو اسکولوں اور یونیورسٹیوں میں سرکاری زبانوں کے طور پر نافذ کیا اور یوں بعد میں آنے والی نسلیں اس طرح پروان چڑھیں کہ اُن کا اپنی زبان سے کوئی تعلق ہی نہ رہا اور وہ اپنے دین کی زبان سے نابلد ہو گئے۔ استعمار نے اپنی زبانوں کو بزورِ طاقت نافذ کیا یہاں تک کہ آنے والی نسلیں ان زبانوں سے بے تحاشہ متاثر ہو گئیں اور پھر ان زبانوں کو اس طرح اعلیٰ دکھانے کی کوشش کی گئی کہ جو افراد ان میں قابلیت رکھتے انہیں عصر حاضر کے دانشور اور ترقی یافتہ افراد کے طور پر دیکھا جاتا۔ استعماریوں نے عربی زبان کو قید کرنے، اس سے جڑی امت کی عظمت اور فتح کو دفن کرنے کی زبردست کوشش کی اور اسے مسلمانوں کے ذہنوں سے مٹانے کے لیے کام کیا۔ انہوں نے امت کی امیدوں اور خوابوں کو دنیا کی زندگی کے متعلق اپنے نقطہ نظر میں قید کر لیا اور ایسی نسلیں پیدا کیں جو ان سے جڑی ہوئی تھیں، جنہوں نے ان کے قوانین نافذ کیے، ان کے تصورات کی پیروی کی اور اپنی شخصیت کو ان کے تصورات کے مطابق ڈھال لیا۔ اور اس طرح انہوں نے مغرب کی ہر طرح سے پیروی کی۔

2 عربی زبان کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے اسلامی شناخت کو ختم کرنے کا عمل

کسی چیز کی شناخت کی تعریف اس چیز کی حقیقت کا نچوڑ ہوتا ہے۔ جب ہم کسی قوم کی شناخت کی بات کرتے ہیں تو اس سے ہمارا مطلب اس قوم کی صلاحیتیں ہوتی ہیں جو اُس کے اعلیٰ وصف کی وجہ سے اُسے دوسری قوموں سے ممتاز کرتی ہے۔ لہٰذا شناخت کا معاملہ کسی بھی قوم کی بقاء کو یقینی بنانے اور اس کے وجود کو برقرار رکھنے کے لئے ایک بنیادی اور مرکزی معاملہ ہے، اور اس کے بغیر کوئی بھی قوم ہو، وہ کمزور معمولی، اور دوسروں کی ماتحت بن جاتی ہے۔ اِسی لیے جب مغرب نے ریاست خلافت کو ختم کیا، تو اس کے بعد ہی امت کی شناخت تباہ کرنے کے لیے براہ راست اس کو نشانہ بنایا، تاکہ وہ اس کی ثقافت کو ختم کرنے اور زندگی سے اس کو خارج کرنے کے قابل ہو جائیں، اور جب امت اپنی شناخت کھودے تو وہ اپنے سرمایہ دارانہ نظریے کو ان پر تھوپ سکیں اور مسلمانوں کو اس میں غرق کر دیں۔

پہلے تو، انہوں نے اپنی سوچ کے تیروں کا نشانہ اسلامی عقیدے کو بنایا تاکہ اسے عدم استحکام سے دوچار کر دیں کیونکہ اسلام زندگی کے ہر پہلو کے بارے میں نقطہ نظر فراہم کرتا ہے، اور انسانوں کو زندگی کا ایک واضح نقطہ نظر دیتا ہے، اور مسلمان اسلام کی فراہم کی ہوئی اس روشنی کی پیروی کرتے ہیں، اور ان کے تمام تصورات اور ان کا طرز عمل اسلام کے ہی مطابق ہوتا ہے۔ دوسرا یہ کہ، وہ اسلام کے ان تصورات کو بیان کرنے کے اہم ذریعے یعنی عربی زبان کو ختم کرنے میں مصروف رہے اور اسے اٹھا کر باہر پھینک دیا تاکہ اسے اپنی زبان سے بدل دیں۔ اور تیسرا یہ کہ، انہوں نے امت کی اعلیٰ تاریخ پر سوالات اٹھا دیے اور اس کو مشکوک بنا کر پیش کیا اور اپنی تہذیب و تمدن کی تاریخ زبردستی مسلط کر دی۔

انہوں نے ان پہلوؤں کو نشانہ بنایا اور اپنے مقاصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے اور اسلامی امت کی شناخت کو مشکوک بنا کر پیش کیا، اور اس کی شان و شوکت اور خوشحال زندگی کو منہدم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ سابق امریکی صدر رچرڈ نکسن (Richard Nixon) نے اپنی کتاب "سیز دا مومنٹ "(Seize the Moment) میں کہا ہے، "ہم ایک جوہری (nuclear) حملے سے نہیں ڈرتے، لیکن ہم اسلام سے ڈرتے ہیں اور اس کی نظریاتی جنگ سے جو مغرب کی شناخت کو تباہ کر سکتی ہے"۔ مغرب کو یہ احساس ہو گیا کہ مسلمان اپنی شان و شوکت اور فتح کو بحال کرنے کے قابل ہیں، اگر وہ اپنی کھوئی اور چھینی ہوئی شناخت واپس حاصل کر لیں۔۔۔ اگر وہ زندگی کو صحیح نقطہ نظر سے دیکھنے لگیں جو کہ انہیں اپنی سوچ میں بلند کر دے گی، جس سے وہ دوبارہ اٹھ کھڑے ہوں گے اور بنی نوع انسان کے لئے لائی گئی ایک بہترین امت کی طرف لوٹ آئیں گے، اور اس طرح وہ اپنے پروردگار کی عطاء کی ہوئی روشنی اور اس کے پیغمبر کی ہدایت کے ساتھ دنیا کو سیدھے راستے پہ چلائیں گے۔ مگر مغرب نے امت کی شناخت کو تباہ و برباد کرنے کے لئے ہمارے ساتھی مسلمانوں میں سے ہی کچھ کو اپنے گھٹیا منصوبے کو انجام دینے کے کام پر لگایا تاکہ امت کی شناخت کو بگاڑا جا سکے۔ ایسے ہی لوگوں کو شیخ جاد الحق علی جادؒ، جو کہ مسجد الازہر کے سابق شیخ ہیں، نے غدار اور مجرم قرار دیا، اور فرمایا "امت اسلامیہ کی ایک اور شناخت کی تلاش غداری، اور نہایت سنگین جرم ہے"۔

اس فہرست میں سب سے اوپر مصطفی کمال ہے، یہ وہ پہلا شخص ہے جس نے خلافت اور شرعی عدالتوں کا خاتمہ کیا اور عربی حروف تہجی کی جگہ لاطینی حروف تہجی کے استعمال کو جبری نافذ کیا۔ اُس کے ان جرائم کے پیچھے ریاست خلافت کی شناخت مٹانا اور امت کے دشمنوں کو با اختیار و طاقتور بنانے کا مقصد کارفرما تھا، تاکہ امتِ اسلامیہ کو شکست دینا، اسے کمزور کرنا اور اس کے الگ اور منفرد اسلامی تشخص کو مٹانا آسان ہو جائے، اور اسی راستے کی پیروی طٰہٰ حسین نے بھی کی، جو کہ مغربیت پھیلانے والے ادارے کا سربراہ تھا۔ انہوں نے زندگی کے ہر شعبے اور معاملے میں مغرب کی پیروی کا درس دیا، چاہے یہ اسلام سے متصادم ہی کیوں نہ ہو، اور کہا: "اگر دین اسلام ہم اور ہماری فرعونیت کے درمیان ایک رکاوٹ کے طور پر کھڑا ہوتا ہے تو ہم اس کو رد کر دیں گے"۔ اس طرح کی اندھی پیروی اپنے پیروکاروں کو نچلے ترین درجے تک گرا دیتی ہے۔ یہ مغرب کو خوش کرنے اور غیر متعلق تصورات کو مضبوط بنانے کی ایک دوڑ ہے تاکہ امت کی اسلامی شناخت مٹ جائے، تفرقہ، قوم پرستی بڑھے اور امت کو مضبوط بنانے والا تعلق ختم ہو اور اتحاد پارہ پارہ ہو سکے۔۔۔ یہ امت، اس کی فلاح و بہبود، اس کی قیادت اور اس کی خود مختاری کے لئے ناقابل قبول ہے کہ کچھ لوگ دشمنی کی وجہ سے اسلام سے نکلی ہوئی ہر شناخت کے خلاف اپنی آواز اوٹھائیں۔ لہٰذا، احمد لطفی السید کو آئین کی ایک شق میں اسلام کو سرکاری مذہب مقرر ہونے کو "دھمکی آمیز متن" کے طور پر بیان کرتے ہوئے شرم نہیں آئی۔ یہاں ایسے بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے اسلامی شناخت مٹانے کے لیے مغرب کی خدمت کی اور اسلامی ریاست کے خاتمے کے لیے اپنے منصوبوں کو عملی جامہ پہنایا تاکہ بدلے میں انہیں کوئی خطاب یا پھر مٹھی بھر پیسے مل جائیں۔

اگر ایسے لوگوں نے کام کیا ہے، اور اب بھی کر رہے ہیں کہ امت کا شیرازہ بکھر جائے اور اس کے دشمن مضبوط ہوں تاکہ مسلم امت کمزور ہو جائے، اپنی شناخت کھو دے، مغربیت، سیکولرائزیشن کی لہروں کا شکار ہو جائے اور سرمایہ دارانہ نظام کے بوسیدہ تصورات میں ڈوب جائے تو پھر امت کے مخلص بیٹے اور وہ لوگ بھی بہت سے ہیں جو امت اور اس کی شناخت کے دفاع کے لئے کام کر رہے ہیں، اور اپنے اوپر پھینکے گئے تیروں کو واپس لوٹانے اور اپنی شناخت کے احیاء کی کوشش، اور اس کا دفاع کرنے میں لگے ہوئے ہیں؛ اور اس فہرست میں سب سے اوپر تھے، ابن تیمیہ، ارفعی، محمود شاکر اور بہت سے دوسرے بھی۔

آج مسلمان ایک شش و پنج کی زندگی جی رہے ہیں کہ کیا ہونا چاہئے اور یہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔ لہٰذا، انہیں اپنی زندگی اُن قوانین کے مطابق بسر کرنی چاہیے جو کہ اسلامی عقیدے سے نکلتے ہوں تاکہ وہ آرام دہ، پرسکون اور ایک متوازن زندگی گزاریں اور اپنی اسلامی شناخت پر خوشی محسوس کر سکیں۔۔۔ لیکن چونکہ ان کی شناخت تباہ کر دی گئی ہے اور ایسی شناختوں سے بدل دی گئی ہے جو کہ ان کے اپنے عقیدے سے بہت دور ہیں، لہٰذا یہ ایک قابل نفرت اور تکلیف دہ بیگانگی بن جائی گی۔

کسی بھی معاشرے کی شناخت اُس کے ارکان کے لئے ایک قلعہ کی مانند ہوتی ہے جو کے اُنہیں پناہ دیتی ہے اور ان کی حفاظت کرتی ہے، اور عدم استحکام اور نقصان سے بچنے کے لئے ان کی مدد کرتی ہے اور ان کو تحفظ اور فخر کا احساس دلاتی ہے اور ان میں اعتماد اور طاقت بھرتی ہے۔ اگر تشخص کھو جائے تو، معاشرے کھو جاتا ہے اور تنازعات اور تضادات سے بھر جاتا ہیں اور ہم آہنگی اور آپس کے تعلق سے مبرا ہو جاتا ہے۔ اگر معاشرہ اپنے تشخص کی حفاظت نہ کرے تو وہ ختم ہو کے دوسری شناختوں میں ضم ہو جائیں گی اور اس کی خصوصیات اور فوائد ختم ہو جائیں گے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

(وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّاراً حَسَداً مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ)

"بہت سے اہلِ کتاب کی یہ خواہش ہے تمہارے ایمان لے آنے کے بعد پھر تمہیں کفر کی طرف لوٹا دیں، اس حسد کے باعث جو ان کے دلوں میں ہے اس کے باوجود کہ ان پر حق خوب ظاہر ہو چکا ہے، سو تم در گزر کرتے رہو اور نظر انداز کرتے رہو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیج دے، بیشک اللہ ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے" (سورۃ البقرۃ:109)

وہ رات اور دن مسلمانوں کی شناخت مٹانے کے طریقے ڈھونڈ رہے ہیں۔

آج ہمیں اپنی امت کے نوجوانوں کی حالت دیکھ کے تکلیف محسوس ہوتی ہے: ان کی اپنی مادری زبان سے ناواقفیت، یہاں تک کہ وہ کس طرح سے اُس کو دیکھتے ہیں، اُس کی بے توقیری کرتے ہیں؛ اور کس طرح وہ دوسری زبانیں سیکھنے کے لئے اُن کی طرف دوڑتے ہیں تا کہ اُنہیں مہذب سمجھا جائے جو کے تہذیب اور ترقی سے آراستہ ہیں، اور کلاسیک (فصاح) عربی کے استعمال سے شرماتے ہیں کہ ان کا مذاق اڑایا جائے گا! اُن کا اعتماد اُن کی اپنی زبان پر کمزور اور اپنی شناخت متزلزل ہو چکی ہے۔ اور اس ہی صورتحال کا اندازہ مغرب نے لگایا تھا تاکہ ان مضبوط جذبات کو اپنے حق میں جس طرح چاہیں ڈھال لیں: امت کے نوجوانوں کا اپنی شناخت سے تعلق منقطع ہو گیا ہے، وہ مغربی تہذیب میں ڈوبے ہوئے ہیں، اس سے مرعوب ہو چکے ہیں اور دانستہ یا نادانستہ اُن کے تصورات کو ترقی دے رہے ہیں۔

مغرب اپنی شناخت، اور اس کو لاحق ہر قسم کے خطرات سے اس کی حفاظت کے لیے کوشاں ہے؛ مگر دوسری طرف وہ امتِ مسلمہ کو ختم کرنے، اور اس کی انفرادیت کی ایک خصوصیت، یعنی عربی زبان کو دھندلانے میں مصروف ہے۔ جس سے مسلسل لڑا جا رہا ہے تا کہ وہ اپنی منفرد پہچان کھو دے اور رد کی جاسکے کہ یہ ایک پسماندہ زبان ہے جو زمانے اور موجودہ تہذیب اور ترقی کے ساتھ اپنی رفتار بر قرار نہیں رکھ سکتی۔ مغرب کو یقین ہے کہ اسلام کا خاتمہ صرف عربی زبان کے خاتمے سے ہی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

3 عربی زبان کے اخراج اور اس کی جگہ علاقائی لہجوں پر مبنی روز مرہ بول چال کے نفاذ کا مطالبہ

اپنی گرفت مضبوط اور اپنے شکار کو پکڑنے کے لئے، مغرب نے اسلامی ریاست خلافت کے خاتمے اور اسے چھوٹی چھوٹی بکھری ہوئی قومی ریاستوں میں تقسیم کرنے کے بعد کلاسیک (فصاح) عربی زبان پر ایک مسلسل جنگ مسلط کر دی ہے اور علاقائی بولیوں پر مبنی روز مرہ بول چال کی حیثیت کو بلند کرنے کی کوشش کر رہا ہے تا کہ قوم پرستی پروان چڑھے جس سے امت کی وحدت اور تشخص جو اُسے منفرد بناتا ہے ختم کرنے میں آسانی ہو۔ اسلامی ریاست کی تقسیم اور سائکیس پیکوٹ (Sykes Picot) کی مسلط کی ہوئی سرحدیں اُن کے جرائم کا اختتام نہیں تھا، بلکہ یہ جرائم اس سے بھی آگے لسانی اور تاریخی تقسیم تک پہنچ گئے تا کہ یہ یقینی بنایا جاسکے کہ ہر ملک دوسرے سے الگ تھلگ رہے، اور امت کی تقسیم بر قرار رہے۔

جو کچھ ان دانشوروں نے مغرب اور اس کی تہذیب سے متاثر ہو کر کیا ہے وہ انتہائی افسوس کی بات اور ایک شرم ناک داغ ہے جو کہ ان کی پیشانیوں سے مٹ نہیں سکے گا۔ وہ مغرب کو خوش کرنے کے لئے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کے اپنے ہی تشخص اور عربی زبان کو زخمی کرتے رہے۔ سب سے پہلے عام روز مرہ بول چال کے نفاذ کا مطالبہ رافا الطهطاوي نے کیا، اُس نے زور دیا کہ، "جو زبان بولی جاتی ہے اُسے عام بول چال کہا جاتا ہے، یہ لین دین کو سمجھنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے، یہ قابل قبول ہے، اس کے اصول آسان ہیں اور عوامی اشیاء اور گھریلو معاملات کی کتابوں میں استعمال ہو سکتی ہیں"۔ رافا الطهطاوي یہ ایسے کہہ رہا تھا کہ جیسے مسلمان بھائیوں اور اور مستشرکین (اوریئنٹلس) کا اجلاس امت کے اہم اجزاء کو مسلسل نقصان پہنچانے کے لئے ناگزیر ہے! مادری زبان کو نشانہ بنانے کے لئے اور مقامی روز مرہ بول چال کے استعمال کی حوصلہ افزائی کے علاوہ مغرب کے وفد نے جو نقصان دہ خدمات فراہم کیں، وہ یہ کہ مستشرکین (اوریئنٹلس) نے عام زبان کے استعمال کی بھرپور حمایت کی اور اس کی اشاعت میں ایک اہم کردار ادا کیا، جیسے کہ مصری نیشنل لائبریری کے ڈائریکٹر ولہیم اسپیٹا (Wilhelm Spita) نے کیا، اس نے ایک کتاب، "مصر میں مقامی زبان کی گرامر" کے نام سے لکھی۔

مغرب نے عربی زبان پر ایک جنگ مسلط کی ہوئی ہے، اور قوم پرستی اور روز مرہ بول چال کو بہت سے ممالک میں دوبارہ زندہ کیا تا کہ امت کو، اور جو چیز اسے اپنے دین، زبان، زمین، اور تاریخ سے جوڑتی ہے، اسے تباہ کیا جاسکے۔ مراکش اس تباہی میں پیش پیش رہا؛ وہاں عربی دوسرے درجے کی، جبکہ سامراج زبان فرانسیسی پہلے درجے

کی زبان بن گئی۔ مراکشی فرانسیسی ورکس کمیٹی کی طرف سے ایک رپورٹ تیار کی گئی جس میں کہا گیا :" ہماری یہ پہلی ذمہ داری ہے کہ شمالی افریقہ میں مقامی بولیوں اور عام بول چال کی زبانے بحال کر کے عربی زبان کی اہمیت کو کم کریں اور لوگوں کو اس سے دور کریں"۔

استعماری مستشرکین سائنسدانوں نے امازغ زبان(Tamazight) کے لہجوں کے قوانین میں بھی کتابیں تصنیف کی تا کہ عربی زبان کو غیر ضروری قوانین سے بوجھل کر دیا جائے۔ اور اس کی تفصیل Shehadeh Khori نے اپنی تحریروں میں یوں بیان کی ہے،"جب استعماریوں نے سرزمین الجزائر میں عربی زبان کو اکھاڑ پھینکنے اور اس کی جگہ فرانسیسی کو نافذ کرنا ناممکن محسوس کیا، تو دوسرے طریقوں کا سہارا لیا جس میں انھوں نے الجزائر کے بیٹوں کی بڑی تعداد کو بتایا کہ عربی زبان الجزائر کی اصل زبان نہیں ہے، بلکہ الجزائر کے لوگوں کی اصل زبان امازغ ہے جو کہ بربروں کی زبان ہے۔ اور فرانسیسیوں نے اس کے لئے ایک الگ رسم الخط لکھنے کی پیشکش کی تا کہ امازغ زبان لکھی اور پڑھی جاسکے"۔

مستشرکین نے بڑی بد دیانتی اور چلاکی سے اصل مقصد کو چھپاتے ہوئے وضاحتیں دیں اور اپنی بد دیانتی کو اس طرح پیش کیا کے لوگوں کو لگے کہ وہ اُن کے لئے اچھا سوچ رہے ہیں، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اُن کی یہ کوششیں امت مسلمہ کی زبان، اس کے خیالات اور تصورات کے کوزے کے لیے ایک مضر زہر ہے، یہاں تک کے وہ چاہتے ہیں کہ اس کوزے کو توڑ دیں تا کہ جو کچھ اس میں موجود ہے وہ ختم ہو جائے، اور امت ختم اور غائب ہو جائے۔ اُن ہی میں سے ایک نے ہرزہ سرائی کی:" مصریوں کو ایجادات میں جو چیز رکاوٹ ڈالتی ہے، وہ ہے کلاسیکل عربی لکھائی۔۔۔ میرا یہ موقف صرف اور صرف انسانیت کی خدمت کی محبت میں اور علم پھیلانے کی خواہش کے لئے ہے !!" موصوف نے اپنے بغض کو چھپانے کے لیے اپنے لیکچر کے آخر میں عربی بول چال میں بیان بازی کے مقابلے کا اعلان کیا، اور وعدہ کیا کہ جس نے اچھی تقریر کی اسے چار پونڈ انعام دیا جائے گا!

یہ ہے فصیح عربی زبان کی صورتحال اس کے دشمنوں کے سامنے، وہ اس کے اثرات اور اس کے وقار کو جانتے ہیں؛ اسی لئے انہوں نے اس کے ہٹانے اور اس کی جگہ عام عربی بول چال کو نافذ کرنے پر کام کیا۔ جبکہ ہمیشہ کی طرح، ہمارے ہی ساتھی مسلمان جو کے خود کو تعلیم یافتہ طبقہ کہتے ہیں، وہ مغربی تصورات سے سیر اب ہوئے اور اس کے سمندر میں غرق ہو گئے جیسے کہ سلامہ موسی اور عراقی شاعر جمیل صدقي الزهاوي اس زہر کو فروغ دے رہے ہیں اور نعرے لگاتے ہوئے وہ کہہ رہے ہیں:"میں نے مسلمانوں کے زوال کی وجوہات کافی عرصہ تلاشی کیں اور میں نے صرف دو وجوہات پائیں: پہلی حجاب، جس کے نقصانات میں نے اپنے پہلے مضمون میں درج کیے ہیں !!! اور دوسری وجہ یہ ہے کہ مسلمان، خاص طور پر عرب جس زبان میں لکھتے ہیں وہ اُس سے الگ ہے کہ جس میں وہ بات کرتے ہیں"۔ کچھ نفرت کرنے والے تو اس حد تک چلے گئے کہ انہوں نے فصیح عربی کو مسترد کرنے کا اعلان کر دیا اور اس بات پر زور دیا کہ ملک کی عام روزمرہ بول چال کی عربی زبان کو ہی ملک کی واحد زبان ہونا چاہیئے: "یہ عقل مندی ہوگی اگر عام روزمرہ بول چال کی زبان کے خلاف تمام غلط فیصلے ایک طرف رکھ دیئے جائیں، اور ملک کی واحد زبان کے طور پر اسے قبول کر لیا جائے".(Sildan Welmore, The Local Arabic in Egypt).

فصیح عربی زبان کی جگہ روزمرہ بول چال کو نافذ کرنے کی جنگ میں جن اسباب کا استعمال کیا گیا، اُن میں اخبارات، رسائل اور کتابوں کا روزمرہ بول چال میں اجراء اور تھیٹر میں کلاسیک عربی کے بجائے عام روزمرہ بول چال کی عربی کا استعمال شامل ہے۔ مستشرکین مل کے روزمرہ بول چال کی زبانوں کے مطالعہ کو پیش کرنے کی طرف دوڑے، جیسا کہ مراکش اور تیونس میں روزمرہ بول چال پر اسٹنکووسکی (Stankovski) نے مطالعہ پیش کیا، جبکہ نے لینو(Nallino) نے مصر اور دوسرے علاقوں کے لئے روزمرہ بول چال پر مطالعہ پیش کیا۔۔۔

قرآن کی زبان کے دشمن صرف روزمرہ بول چال کے نفاذ کے مطالبہ پر ہی خاموش نہیں رہے، بلکہ اُنہوں نے اپنی اوقات اور حد سے بڑھ کر یہ مطالبہ بھی کر ڈالا کہ عربی حروف تہجی کے بجائے لاطینی حروف تہجی کا استعمال کیا جائے۔ اے امتِ مسلمہ کس شرمناک صورتحال کا آپ شکار ہیں، کہ آپ کے دشمن آپ کے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہیں؟ کس ذلت میں آپ گھرے ہوئے ہیں، اے بنی نوع انسان کے لئے اُتاری گئی بہترین امت، کیا آپ کی صورت حال اس توہین، بے عزتی اور ذلت کے درجے تک گر گئی!

4 لاطینی حروف تہجی کا استعمال: عربی زبان پر مسلسل جنگ مسلط ہے

امت کی بحالی چاہنے والوں کی طرف سے مسلسل اور بار بار اس کی وکالت کی جا رہی ہے، حالانکہ درحقیقت وہ اس کی کمزوری اور زوال کے لئے کام کر رہے ہیں اور بدنیتی پر مبنی گھٹیا منصوبوں پر عمل کر رہے ہیں۔ یہ لوگ عربی زبان کے خلاف کیسی دشمنی رکھتے ہیں کہ اسے لاطینی حروفوں میں لکھنے کا مطالبہ کر رہے ہیں؟ کیسی نفرت اِس ناشکری نسل کی طرف سے کہ وہ اپنی مادری زبان پر ایسے زہریلے تیروں کی بارش کر رہے ہیں؟

عبد العزیز فہمی، ان ہی لوگوں میں سے ایک ہے جنہوں نے 1913 میں لاطینی حروف تہجی کے استعمال سے عربی لکھنے کا مطالبہ کیا اور ایک کتاب بھی شائع کی، اس کتاب کے ناشر نے کہا: "ترکی میں یہ تجربہ کامیاب رہا، اور وہ ترکی زبان کو لاطینی حروف میں پڑھتے ہیں، لیکن خوفناک رائے رکھنے والے اسے توہین آمیز اور غلط راہ قرار دے رہے ہیں"۔ اس گھٹیا مطالبے کی انیس فریحہ الخوری نے بھی طرف داری کی جس نے روزمرہ بول چال کے لہجوں کو اپنانے پر زور دیا اور ان کو لاطینی حروف تہجی میں لکھنے کا مطالبہ بھی کیا تاکہ یہ عربوں کی ایک سرکاری زبان بن جائے، کیونکہ ان کے دعوی کے مطابق عربی حروف تہجی روزمرہ بولیاں لکھنے کے لئے موزوں نہیں ہیں۔

قریب اور دور کے دشمن اس زبان کے گرد جمع ہوگئے ہیں، جو صدیوں سے چلی آرہی ہے اور پہلی زبان تھی، اور کیوں نہ ہوتی، کہ یہ اُس طاقتور ریاست کی زبان ہے کہ جس نے دنیا کی قیادت کی۔ یہ اس کے (عربی زبان) کے خلاف جمع ہوگئے ہیں، ویسے ہی جیسے یہ اسلامی ریاست کے خلاف جمع ہوئے تھے اور اُسے ختم کر دیا اور جس میں امت کے ناشکرے مجرم افراد نے مدد فراہم کی تھی۔ وہ پیار، محبت، اور وفاداری دیکھاتے رہے، جبکہ اپنے تیروں اور ہتھیاروں کو پیچھے چھپائے موقع ملتے ہی امت کے جسم، اس کی شناخت اور زبان پر حملہ کر دیتے۔ یہ ایک عظیم بغض اور غداری ہے کہ عربی لینگوج اکیڈمی جسے اس زبان کے تحفظ کے لئے ایک آنکھ کا کام کرنا چاہیئے اور اس زبان پر ہونے والے کسی بھی حملے کے خلاف ایک محافظ ہونا چاہیئے وہ ہی تین سالوں تک اس تجویز کے مطالعے میں مصروف رہی کہ کس طرح لاطینی حروف میں عربی لکھی جائے تاکہ اکیڈمی کے کچھ ارکان کو مطمئن کیا جاسکے جو کہ اس (عربی زبان) سے نفرت کرتے ہیں۔ اور یہ اس لئے حیرت انگیز نہیں ہے کیونکہ یہ اکیڈمی 20 ارکان سے قائم کی گئی تھی، جس کے نصف ارکان مصری ہیں (طٰہ حسین، احمد لطفی السید)۔۔۔، جبکہ باقی نصف دوسرے عرب اور اور مستشرکین ہیں۔

اس زبان کے دشمنوں بلکہ اسلام کے دشمنوں کی طرف سے اس طرح کی مسلسل کوششیں اس لئے ہیں کہ لوگوں کا اس زبان پر اعتماد ختم ہو جائے اور مسلمانوں کی زندگیوں سے یہ نکل جائے اور ہمیشہ کے لئے غائب ہو جائے؛ اور یہ کہ اس کی سمجھ ختم ہو جائے اور اس کا استعمال محدود ہو جائے، جس کی وجہ سے امت جمود اور گراوٹ سے قریب تر ہو جائے بجائے تحریک، ترقی اور خوشحالی کے قریب ہو، اور اسی کی وجہ سے بہت سے لوگ اس زبان کو جدید دور کے تقاضوں کے لئے ناموزوں۔۔۔ ایک پرانی، ٹوٹی، فرسودہ اور ڈھول سے اٹی زباں سمجھتے ہیں، جو کہ دوسری زبانوں کا مقابلہ کرنے کے قابل نہیں ہے۔

5 کیا قرآن کریم کی زبان انسانی سائنس کے ارتقاء کے ساتھ چلنے کے قابل نہیں ہے؟!؟!

امت اسلامیہ کے دشمن یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اسلام اور عربی زبان ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم صلاحیتوں کا کردار ادا کرتے ہیں، اور یہ دونوں امت کی عمارت کے دو اہم ستون ہیں۔ لہٰذا، انہوں نے، ان دو صلاحیتوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرنے پر کام شروع کیا، اسلام کی بنیاد پر حکمرانی کا خاتمہ کیا، اس کی جگہ انسانی قوانین کا نفاذ کیا اور عربی زبان کی جگہ اپنی زبانیں مسلط کر دیں۔ اس طرح انہوں نے امت کے بیٹوں کو خسارے میں مبتلا کر دیا تاکہ ان پر اپنی گرفت مضبوط کر سکیں، اور جب اور جہاں چاہیں انہیں موڑ سکیں۔ اور یہ کہ ان کے عقیدے اور زبان پر ان کا اعتماد متزلزل کر سکیں، جسے انہوں نے پہلے ہی ناکام اور جدید علوم سے ہم آہنگ ہونے کے لئے ناکافی قرار دے دیا ہے، کیونکہ ان کے دعوی کے مطابق، "عربی ایک قدیم غیر لچکدار زبان ہے، جو آگے بڑھنے کی بجائے ماضی کی طرف دیکھتی رہتی ہے"۔

عربی زبان کو کونے میں کر کے خاص طور پر سائنس، طب، انجینئرنگ اور تقریباً ہر چیز سے خارج کر دیا گیا ہے، اور الزام یہ لگایا گیا ہے کہ عربی ان علوم کے اظہار کے قابل نہیں، جس کی وجہ سے نئی نسل نے عربی اور اسلامی شناخت کو چھوڑ دیا اور دوسری قوموں کی زبانوں سے متاثر ہو کر ان زبانوں کے سمندر میں غرق ہو گئے۔ ان نسلوں کے سامنے عربی زبان ایک مردہ زبان بن گئی اور یوں یہ نسل مغرب سے آنے والی ہر چیز سے متاثر ہونے لگی: ان کی ثقافت اور ان کی زبان سے جس نے سائنسی علوم کے اظہار کے قابل ہونے کی برتری کا تاج سجائے اپنے امتیازی ہونے کا اعلان کر کے دنیا کو بہت متاثر کیا۔

یہ الزام اس زبان پر ایک جھوٹ اور بہتان ہے کہ جس کے ذخیرہ الفاظ اور اندازِ بیاں نے عرب سائنسی علوم کو اپنے صحیح اظہار کے لئے جگہ دی۔ وہ سائنسی علوم، جس میں عرب سائنسدانوں نے شاندار کارکردگی دیکھائی، اور تاریخ میں ایک انتہائی اہم جگہ بنائی اور پوری دنیا نے صدیوں تک ان کا فائدہ اٹھایا۔ شیخ البشیر ابراہیمی کا کہنا ہے کہ: "۔۔۔ عربی زبان نے دنیائے طب کی اصطلاحات کو جنم دیا جس کی وجہ سے عربوں نے شاندار ترقی کی، ماسوائے چند یونانی یا فارسی کے الفاظ جو کہ الفارابی اور ابن سینا نے فارسی سے ورثے میں لئے ہیں"۔ یہ ہے عربی زبان: کہ جیسے کوئی بڑا کٹورا جو بھرنے پر اور زیادہ پھیل اور کھل جائے تاکہ مزید ذخیرہ الفاظ اور معانی کے اظہار کی جگہ بنائے۔ ایک ایسی زبان جو دوسری زبانوں کی محتاج نہیں، اپنے لئے خود کافی ہے، مکمل ہے اور اعلیٰ تعلق کی طرف نسبت شدہ ہے: سب سے اعلیٰ زبان ہے جو اللہ

الرحمن والرحیم نے دنیا پر نازل کی ہے۔ زبان دانی کے جرمن ماہر کارل بروکل مین (Carl Brockelmann) نے کہا کہ عربی زبان نے قرآن کی وجہ سے اتنی وسعت پائی کہ جو بمشکل دنیا کی کسی بھی دوسری زبان نے پائی ہو۔

"صدیوں تک، عربی زبان اعلیٰ مقام پر فائز رہی ہے جو اس کی صلاحیت کا ثبوت ہے کہ یہ سائنسی علوم کے اظہار کی بھرپور قابلیت رکھتی ہے اور تاریخ کی کتابیں اس بات کی تصدیق کرتی ہیں۔ مسلمان علماء کے نام، ان کی تحقیق، کامیابیوں اور ایجادات ان کتابوں میں گہرائی سے ملتی ہیں اور اس بات کا ثبوت ہیں کہ عربی زبان ایک قابل عمل اور ترقی کی منزلیں چڑھتی ہوئی زبان ہے، جو وسعت اور پھیلنے کی صلاحیت رکھتی۔ کہ عربی زبان وہ ہے کہ جس نے مغرب میں اظہار رائے کا سائنسی طریقہ پیش کیا، اور یہ کہ عربی سب زبانوں میں خالص ترین زبان ہے، یہ سائنسی اور فنکارانہ اظہار کے طریقوں میں منفرد تھی، یہ ایک وسیع اور بھرپور زبان ہے جو جامعیت اور صلاحیت رکھتی ہے!!" (فرانسیسی کیتھولک عالم لوئس میگون)۔

6 عالمگیریت (globalization) اور عربی زبان کے اخراج میں اس کا کردار

عالمگیریت (globalization) یا دوسرے لفظوں میں جدید استعماریت جس نے مغرب کا دوسری اقوام پر تسلط قائم رکھنے کا نوآبادیاتی انداز بدل دیا ہے، خاص طور پر امتِ اسلامی پر، جو ریاست خلافت کے ختم اور شناخت کو کھو دینے کے بعد سے کمزور ہوگئی ہے اور اب آگے بڑھنے، ترقی کرنے اور اپنی اعظمتِ رفتہ بحال کرنے کا نعرہ بلند کر رہی ہے۔ عالمگیریت کثیر جہتی یلغار ہے، یعنی سیاسی، اقتصادی، سماجی اور ثقافتی یلغار؛ جو کہ امت کی شناخت اور تہذیب کو مٹانے کے لیے برپا کی گئی تھی۔ یہ یلغار خاص طور پر امریکی بالادستی مسلط کرنے، یعنی دنیا کی امریکائزیشن کہ جس میں امریکی دنیا کو اپنے طریقے یعنی امریکن پالیسیوں کے مطابق چلائیں اور دنیا پر اپنی زبان، ثقافت اور مغربی سرمایہ دارانہ تہذیب مسلط کر سکیں اور لوگوں کو اپنے جھوٹے وعدوں اور ترغیب کے ذریعے یا دھمکی اور خوف کے ذریعے سے قابو کر سکیں۔

سب سے خطرناک قسم کی سیکولرائیزیشن (secularization) زبان کی عالمگیریت ہے جس کا مقصد انگریزی زبان کا نفاذ، اور اس کی دیگر زبانوں پر بالادستی ہے، تاکہ یہ دنیا کی مرکزی زبان بن جائے اور ترقی اور جدیدیت کی چیمپئن کہلائے۔

چونکہ زبان تصورات کا ایک ذریعہ ہے اور ریاستوں کو اس کی بہت زیادہ تشویش رہتی ہے، اور وہ اپنی زبان کو اُن ممالک پر مسلط کرنے کی کوشش کرتے ہیں جنہیں وہ نوآبادی بناتے ہیں۔ لہٰذا، گلوبلائزیشن امریکہ کا اپنے قوانین اور سیاسی، اقتصادی، ثقافتی اور سماجی تسلط مسلط کرنے کا طریقہ تھا۔ فرانس اور وہ ممالک جو اس کی زبان استعمال کرتے ہیں فرانکوفون (فرانسیسی زبان) انداز اپنائے ہوئے ہیں، لہٰذا، انہوں نے بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت کرتے ہوئے اس زبان کو پھیلانے کی کوشش کی، اور اس بات کو یقینی بنایا کہ فرانسیسی زبان افریقی ممالک میں ایک اہم اور کلیدی کردار ادا کرے جس کی وجہ سے یہ ممالک دنیا سے کٹ کے اس زبان سے جڑ گئے، کیونکہ عربی زبان ایسا کرنے کے قابل نہیں تھی۔ فرانسیسی ان ممالک کے بہترین حلیف بن گئے تاکہ یہ ممالک دنیا میں تنہائی کا شکار نہ ہوں۔

بدھ، 25 مئی 1994 میں، انیس منصور نے احرم اخبار میں لکھا: "فرانسیسیوں کو اپنی خوبصورت زبان پر بہت فخر ہے، یہ فلسفہ، ادب اور سائنس میں سب کچھ واضح بیان کرنے کے قابل ہے؛ لہٰذا انہوں نے اپنے اظہار کے لئے امریکی عبارت یا انگریزی نام استعمال کرنے سے انکار کر دیا، کیونکہ ان کے خیال میں یہ فرانسیسی زبان کے لئے ایک جرم ہے۔ فرانسیسی چیزوں کو مسترد کرنے اور ان کی مذمت کرنے میں اتنا آگے بڑھے کہ، اُن پر پابندیاں عائد کر دیں جو ایسا کرتا تھا (یعنی اپنی دکانوں یا اسٹور کے ناموں اور اشتہاری مکالموں میں انگریزی اور امریکی الفاظ استعمال کرتا)، یعنی ان لوگوں پر جو اس زبان کی توہین کرتے۔۔۔ ریاست کسی بھی دکان یا کمپنی یا ادارے کو لائسنس جاری نہیں کرتی جو فرانسیسی نام استعمال نہیں کرتا تھا"۔

یہ ایک ایسی جنگ ہیں کہ جس میں عربی زبان کو گمنامی کے گڑھے میں سپھینک دیا جائے اور اُس پر اپنی نفرت اور توہین آمیز رویہ کی وجہ سے اِشتہار لگایا جاسکے کہ یہ ایک کمزور اور فرسودہ زبان ہے جو آج کے دور میں انسانی رویوں کے اظہار کے قابل نہیں۔ اصل میں یہ ایک دوڑ ہے کہ جس میں انگریزی (امریکی)، یا فرانسیسی (فرانکوفون) یا دوسری زبانوں کو مسلط کیا جاسکے... مغربی ممالک کی طرف سے ایک بھرپور کاوش ہے کہ جس میں وہ اپنی زبان اور ثقافت مسلط کرنا چاہتے ہیں تاکہ اُن کی شناخت کا تحفظ اور ان کا سیاسی اور اقتصادی تسلط برقرار رہ سکے۔۔۔ لہٰذا، سوال یہ ہے کہ ان سب حالات میں امت مسلمہ کہاں ہے؟ کہاں ہے امت جبکہ کافران شیطانی کاموں میں مصروف تھے اور اب بھی ہیں کہ اپنی زبان مسلط کر سکیں اور امت کی زبان کو کمزور اور خارج کر سکیں؟

یہ اسی کام کی بدولت ہے کہ کافر امت کی شناخت اور دین کو کھرچنے اور اس کی جگہ اپنے تصورات اور ثقافت مسلط کرنے کا مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں تاکہ اپنی بقا کو یقینی بنا سکیں... یہ اپنی بقا، خودمختاری اور قیادت کے لئے ایک تہذیب کی دوسری تہذیب کے خلاف شدید جدوجہد ہے!!!

ہر کوئی میڈیا کی اہمیت سے آگاہ ہے کہ وہ کس طرح لوگوں پر اثر انداز ہوتا ہے اور ان کے ذہنوں کو تبدیل کرتا ہے۔۔۔ لہٰذا آپ اندازہ لگائیں کہ کیا ہوگا اگر یہ میڈیا مغربی تہذیب کا ترجمان بن جائے؟ کیا اگر یہی میڈیا لوگوں کے ان رجحانات کو یقینی بنانے کے لئے سب سے زیادہ مددگار بن جاتا ہے کہ لوگ صرف مغربی تہذیب کے مدار ہی میں گھومتے رہیں؟

یہ ایک بہت بڑا خطرہ ہے جو کچھ اسلام کے دشمن اور عربی زبان کے دشمن کر رہے ہیں: یعنی اس میڈیا کے ذریعے مسلمانوں میں زہر گھول رہے ہیں تاکہ امت کا اپنے عقیدے پر اعتماد متزلزل ہو جائے اور اس کی انفرادیت اور عظمت ختم ہو جائے، اور یہاں تک کہ اسلامی عقیدے کو تشدد (اور دہشت گردی) اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں، اور خاص طور پر خواتین کے حقوق کی پامالی سے ملانے پر زور ڈال رہے ہیں۔۔۔ یہ ان خطرناک سازوں کے ذریعے اس گھٹیا منصوبے پر عمل پیرا ہیں کہ دین کو زندگی کے معاملات سے خارج کر سکیں اور صرف کچھ عبادت تک محدود کر دیں۔

آج ہم دیکھتے ہیں کہ ٹیلی ویژن پر ایسے پروگرام پیش کیے جا رہے ہیں جن میں سیکولرازم کو انسانیت کو درپیش مسائل کے بہترین حل کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے، شہری زندگی کی کامیابی کے حل طور پر، ترقی اور ارتقاء کے طور پر، جبکہ دوسری طرف یہ پروگرام ہر اُس چیز پر حملہ آور ہیں جو اسلام کی طرف ترغیب دیتے ہیں، چاہے یہ حجاب، داڑھی، بچوں کی قرآنی تعلیم ہو یا نصاب کہ جس میں باوقار طریقے سے اسلامی ثقافت کے مطلق کوئی چھوٹی سی ہی عبارت ہو۔ یہ تمام باتیں اس چیز کی عکاس ہیں کہ ایک جنگ ہے کہ جو شروع کر دی گئی ہے اور میڈیا اس میں ایک ذریعہ ہے جو مغرب کی بالادستی اور اُس کی تہذیب مسلط، جبکہ اسلامی تہذیب کا مکمل خاتمہ چاہتا ہے، وہ اسلامی تہذیب جس نے صدیوں سے کافروں کی طاقت اور استقامت کو کھچاؤ میں مبتلا رکھا ہے۔۔۔

عربی زبان ہر طرف سے تباہ کرنے دینے والی اس جنگ سے بچ نہیں سکی، اور میڈیا کا اس میں سب سے بڑا حصہ تھا جس نے اشتہارات کے ذریعے جو سیٹلائٹ چینلز سے بلا روک ٹوک نشر ہو رہے تھے عربی زبان کو کنارہ کش کر دیا۔ یہ اشتہارات سرمایہ دارانہ تہذیب کا نتیجہ دراصل اپنے اندر بہت کشش رکھتے ہیں اور ان چینلز کے مالکان کو ایک بڑا منافع فراہم کرتے ہیں۔ مغرب نے اپنے نقصان دہ میڈیا آؤٹ لیٹ کے ذریعے اپنی ثقافت پھیلائی، باوجود اس کے کہ مغربی اور اسلامی دونوں تہذیبوں کے درمیان بہت بڑا فرق اور وسیع فاصلہ ہے: یہ اشتہارات اسلامی معاشروں تک پہنچ چکے ہیں، ان میں سرائیت کر چکے ہیں حالانکہ یہ اشتہارات اپنی مخصوص مغربی خصوصیات اور اقدار رکھتے ہیں۔ تقریباً کوئی بھی صحافتی ادارہ ان اشتہارات کو شائع کرنے سے مبرا نہیں رہ سکا اور اپنی مخصوص مصنوعات کو فروغ دینے کے لئے بچوں اور نوجوانوں میں اس حد تک کشش پیدا کرتا ہے، کہ یہ لوگ ان اشتہارات میں موجود مشہور اداکاروں یا گلوکاروں کی حرکات و سکنات کی نقالی کرتے ہیں، یہاں تک کہ ایسے جملے دہراتے ہیں کہ جن کا دور دور تک فصیح عربی زبان سے کوئی تعلق نہیں ہے اور ایسی بیرونی اصطلاحات استعمال کرتے ہیں جو اخلاقیات کے خلاف ہوں۔

اشتہارات، ایک ایسی سرگرمی ہے جو معاشرے کے ارکان کے لئے دیکھنے اور سنے والے پیغامات پیش کرتے ہیں تاکہ، لوگ جال میں پھنس کر بدلے میں پیش کی جانے والی چیز خرید لیں یا سروس حاصل کر لیں، اور یہ ان خریدنے والوں کی توجہ پر قبضہ کرنے کے لئے ایک کامیاب طریقہ کار ہے تاکہ انہیں مصنوئی طلب پر اکسایا جا سکے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ میڈیا روز مرا بول چال کی زبان کے استعمال پر اس بہانے بضد ہے کہ یہ رواں، آسان اور اس قابل ہے کہ خریدنے والوں تک رسائی کر سکتی ہے۔ اور اب یہ اس کے استعمال میں اُن مصنوعات کے لئے کہ جسے یہ پیش کرتے ہیں زرہ بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے، تاکہ لوگوں کے کان اس روز مرہ بول چال کے عادی ہو جائیں اور مزاج اسے قبول کر لے۔

اس کے بجائے کہ یہ اشتہارات لوگوں کی موجودہ زبان جس میں تاثیر ختم اور کمزوری سرائیت کر گئی ہے، معیار کی بلندیوں تک لے جاتے اور صحیح اور اعلیٰ جملوں کا استعمال کرتے، مگر ہم انہیں بکھری ہوئی زبان اپناتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ مزید یہ کہ جان بوجھ کر ایسے لہجے اور اصطلاحات پھیلائی جا رہی ہیں جو لوگوں کے ذوق کے خلاف اور ان کے معیار اور منفرد تہذیب کی توہین کے مترادف ہیں۔ لہٰذا یہاں سرمایہ دارانہ نظام منافع بنانے اور فائدے اُٹھانے کے سوا کچھ حاصل نہیں کرنا چاہتا۔ اپنی تیزی اور چالاکی کے ساتھ کام کرتے ہوئے میڈیا اس ذریعے کو "ایک تیر سے کئی شکار" کرنے کے لئے استعمال کرتا ہیں؛ یہ (سرمایہ دارانہ نظام) اپنی مصنوعات کو فروغ دیتا ہے، اپنی مارکیٹیں کھولتا ہے اور امت کو اس پر انحصار کی رسی سے باندھ دیتا ہے، تاکہ امت صرف ان کی پیش کردہ مصنوعات کے صارفین ہو کر رہ جائیں۔ اس کے بعد انہوں نے عربی زبان کے خاتمے کے لیے روز مرہ بول چال اور دیگر زبانوں کو ترقی دی اور اس بات کی کوشش کی کہ عربی زبان جو کے ان کی شناخت کی نشانی ہے، ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان کی دنیا میں گم ہو جائیں۔۔۔ اور یوں، انہوں نے عربی زبان کو ختم کر دیا ہے اور اس بات کو یقینی بنایا کہ عربی لوٹ کر اپنی چوری شدہ عظمت کی بحالی کے لیے کام نہ کر سکے، جبکہ دوسری طرف اپنی بقاء، خود مختاری اور قیادت کو یقینی بنایا۔

ایسی ترجمہ کی ہوئی ٹی وی سیریز کہ جس کی زنجیروں میں لوگ قید ہو گئے ہیں اور ان کے لئے خود کو ان زنجیروں سے آزاد کرانا مشکل ہو گیا ہے۔۔۔ یہ سیٹلائیٹ اور ٹیلی ویژن چینلز آپس میں ایک مقابلے میں مبتلا ہیں کہ کون نشر کرنے میں سبقت لے جاتا ہے، تاکہ وہ عربی زبان کے بجائے مقامی زبان جو ترجمے کی زبان تھی اس میں ان ٹی وی سیریز کو پیش کریں۔ یہ سیریز مسلمانوں کی زندگیوں سے عربی کو نکالنے اور علیحدہ کرنے میں ملوث ہیں اور یوں اس زبان کی مخصوص خصوصیات کو مٹانے کے عمل کو

ترقی دے رہی ہیں یہ لوگ ان سیریز کے ذریعے امت مسلمہ کی ایک جامع اور متحدہ زبان کو بکھری ہوئی اور تقسیم کرنے والی زبانوں سے بدلنا چاہتے ہیں جو رکاوٹیں ڈال کے اور سرحدیں کھینچ کر امت واحدہ کو ایک سے زیادہ بکھری قوموں میں بانٹ دیں، جس میں ہر قوم کی اپنی زبان، تہذیب اور ثقافتی ورثہ ہو۔

8 عربی زبان امت مسلمہ کے وقار کی علامت ہے:

"جب بھی کسی قوم کی زبان کی توہین کی جاتی ہے، تو درحقیقت یہ اُس قوم کی بھی توہین ہوتی ہیں، اور جب بھی یہ زبان زوال پذیر ہوتی ہے تو معاملات میں اس کا عمل دخل گھٹنے لگتا ہے اور آخر کار اس کا وجود ختم ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ استعمار زبردستی اپنی زبان غلام قوم پر مسلط کر دیتا ہے، ان پر حملہ آور ہوتا ہے اور اپنی زبان پر ان محکوم لوگوں کو اپنی عظمت محسوس کرواتا ہے اور اس کے ذریعے ان کے علاقوں کو ضم کرلیتا ہے۔ اور یوں یہ استعمار ایک ہی عمل کے ذریعے ان پر تین طریقوں سے حکمرانی کرتا ہے: پہلا یہ کہ اس قوم کی زبان کو قائم رہنے کے لئے استعمار کی زبان کا سہارا لینا پڑے، دوسرا یہ کہ اس قوم کے ماضی کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے ختم کر دینا کہ جیسے اُسے سزائے موت دے دی گئی ہو، اور تیسرا یہ کہ ان کو مستقبل کو زنجیروں میں جکڑ دینا، تاکہ اس قوم کے معاملات ان کے استعمار کے معاملات کے تابع رہیں۔ "(وحي القلام: مصطفی صادق رفیع، رحیم اللہ)

امت مسلمہ کی تضحیک، توہین، اور ظلم ایسی چیزیں ہیں کہ جن کو برداشت کرنا ایک مشکل معاملہ ہے، اور استعمار کے وہ حربے کہ جس کی وجہ سے اس کی شناخت مٹ جائے اور زبان کمزور پڑ جائے، نہایت سنجیدہ بات ہے... یہ ایک تجدید شدہ پرانی نفرت ہے جو اُس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک اللہ سبحانہ وتعالیٰ زمین پر ان لوگوں کا فیصلہ نہ کر دیں۔۔۔ یعنی سرمایہ دارانہ تہذیب اور اسلامی تہذیب کے درمیان ہونے والی جدوجہد کا۔۔۔ یہ مغربی تہذیب اپنی بقاء کی جنگ لڑ رہی ہیں، اور دنیا پر اپنی بالادستی اور تسلط کو قائم رکھنے کی کوشش کر رہی ہے، کیونکہ استعمار نے قابض ہونے کا لطف، پیسہ اور عزت کا مزہ چکھ لیا ہے۔۔۔ اور امت مسلمہ کہ جس کی اسلامی تہذیب، ریاست کی غیر موجودگی اور اپنی شناخت کے ختم ہونے کی وجہ سے موجود نہیں ہے، خلافت (اسلامی ریاست) کو قائم کرنے کی بے انتہا کوشش کر رہی ہے تاکہ زمین پر اللہ کی حکمرانی بحال ہو، اور بنی نوع انسان اطمینان، سلامتی اور ذہنی سکون کی زندگی گزار سکیں۔

مسلمانوں نے اپنی شان اور اعظمت کے دنوں میں اپنی شناخت اور عربی زبان کی بھرپور حفاظت کی، اور کبھی ان پر سمجھوتہ یا انہیں کمزور کرنے کی اجازت نہیں دی۔ ابن تیمیہ، اللہ ان پر رحم فرمائے، نے کہا: "السلف الصالحین عربوں کی رسومات میں کسی بھی قسم کی تبدیلی سے نفرت کرتے تھے، یہاں تک کہ لین دین بھی اگر عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں کیا جائے، سوائے ضرورت کے تحت، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کے اجتہاد کے مطابق۔ امام مالک نے یہاں تک کہا ہے کہ: "جس شخص نے بھی ہماری مسجد میں عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں بات کی، اُسے مسجد سے نکال دیا جائے گا"۔

انہیں عربی زبان کی اہمیت اور بلند مقام کا پتہ تھا، کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ عربی کو بے حیثیت کرنا اصل میں اپنے دین کو ضائع کرنے کے مترادف ہے، کیونکہ یہ ایک مضبوط رشتہ ہے جو مجموعی طور پر امت مسلمہ کو یکجا کرتا ہے، سمندر سے لے کر خلیج تک، اگرچہ ان کی زمین مختلف اور الگ الگ ہیں:

ويَجمَعُنا إذا اختَلَفَت دِيارٌ *** بَيانٌ غيرُ مُختَلِفٍ ونُطْقُ (أحمد شوقي)

"اگرچہ ہمارے علاقے مختلف ہیں، مگر ہماری زبان و تلفظ ایک ہے اور یہ ہمیں متحد کرتی ہے" (أحمد شوقي)

آج، جو امت مسلمہ کی صورت حال ہے، تو بہت سے لوگوں نے اس کی مذمت کی، اسے ناقابل قبول کہا ہے اور اس پر تنقید کی ہے، مگر کسی بھی متوقع نتیجے کے بغیر؛ عربی زبان کے علماء عربی کو بچانے کے لئے کانفرنسیں منعقد کرنے لگے، بالکل اُسی طرح جیسے دنیا بھر میں مسلمانوں کے خلاف صلیبیوں کی سفاکانہ کارروائیوں کے لئے بین الاقوامی نگرانی کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ اور ان لوگوں نے عربی کو بچانے کے لئے شور شرابہ برپا کیا اُسی طرح جیسے ماضی میں ظلم کے شکار مسلمانوں کے لئے خوراک کے تحفظ کے لئے ایک لاحاصل چیخ و پکار کی گئی تھی، کہ جس سے ہمارے کان پک گئے تھے۔۔۔

کوئی چیز بھی مسلمانوں کی حالت زار کو تبدیل نہیں کر سکی، چاہے وہ بین الاقوامی، لسانی، اور سیکورٹی کانفرنسیں ہوں یا خوراک اور عربی زبان کے تحفظ کے لئے احتجاج۔ حالانکہ مسلمانوں کی عزت و ناموس کو اُچھالا گیا ہیں، اُن کا خون بہایا گیا ہے، بھوک کا شکار کر دیا گیا، اور اس طرح بے گھر کر دیا گیا کہ لوگ مختلف ملکوں کی سرحدوں پر پھنسے ہوئے ہیں۔ جبکہ عربی زبان کو کنارہ کش اور جدید علوم سے خارج کر دیا گیا ہے۔۔۔ امت مسلمہ کے ان تمام حالات کی صرف ایک ہی وجہ ہے اور وہ ہے خلافت (اسلامی ریاست) کی غیر موجودگی۔ یعنی وہ ریاست جو لوگوں کے امور کی دیکھ بھال خالق کائنات کے قوانین کے مطابق کرے گی، اور یہ وہ ریاست ہوگی کہ جو مسلمانوں کے عقیدے، جان و مال، زبان اور شناخت کی حفاظت کرے گی، جس سے ان کا سر اپنے دشمنوں کے سامنے بلند ہوگا، اور وہ اپنے دین کی زبان، عظمت، انفرادیت اور خوبصورتی کی طرف واپس لوٹینگے۔

مشہور فرانسیسی زبان دان، مورخ اور مصنف ارنسٹ رینان (Ernest Renan) کا کہنا ہے کہ "بنی نوع انسان کی تاریخ میں سب سے عجیب بات عربی زبان کا پھیلاؤ ہے۔ یہ ایک نامعلوم زبان تھی، جو اچانک نہایت مہارت، روانی، شان اور جامعیت کے ساتھ وجود میں آئی، اس کا نہ کوئی بچپن تھا اور نہ ہی بڑھاپہ ہے۔ ایک ایسی زبان جو کہ اپنے دور کی دوسری زبانوں سے کثرتِ ذخیرہ الفاظ، درست معنی اور ڈھانچے کے لحاظ سے اعلیٰ درجہ پر فائز ہے"۔

یہ قرآن مجید کی زبان ہے، جس کی اس کے ماننے والوں نے حفاظت، اس کی دیکھ بھال اور اس کے دفاع کیلئے اشد کوشش کی جیسے انہوں نے اپنے دین کے دفاع کے لئے اشد کوشش کی۔۔۔ تاہم، اس کے دشمن ریاست خلافت کے انہدام کے بعد اس پر غالب آگئے اور اس کو نقصان پہنچانے، اسے کنارہ کش اور کمزور کرنے کی جستجو میں لگے رہے۔

لہٰذا اس صورتحال سے ہم تمام مسلمانوں کے لئے اپنا پیغام بھیجتے ہے اور ہم ان سے کہتے ہیں کہ: عربی زبان کا غلط استعمال نہیں کرو کیونکہ یہ ایک مقدس زبان ہے، اور اسی عربی میں، ہمارا آئین اور ہمارا قرآن نازل کیا گیا، اور اس کے ذریعے ہم اپنے دین کے قوانین کو سمجھتے ہیں۔ لہٰذا ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ چلیں ہم مل کر امت کے مخلص بیٹوں کے ساتھ کام کریں جو دن رات، نبوت کے طریقہ پر اور اللہ کے نازل کردہ احکامات کے مطابق خلافت کے قیام کے لئے کام کر رہے ہیں۔ جس کے ذریعے ہی صرف ہم قرآن کی زبان، اس کے جلال اور روشنی کی طرف واپس لوٹیں گے۔ جس کی وجہ سے زبان محفوظ ہو گی، اور دین محفوظ ہو گا، اور جس کی وجہ سے کمزور، بے وقوف ایجنٹ دشمن کو کچھ بھی غلط کرنے کی ہمت نہیں ہو گی۔۔۔!!

از طرف زینا اسامت

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کے لئے تحریر کیا گیا